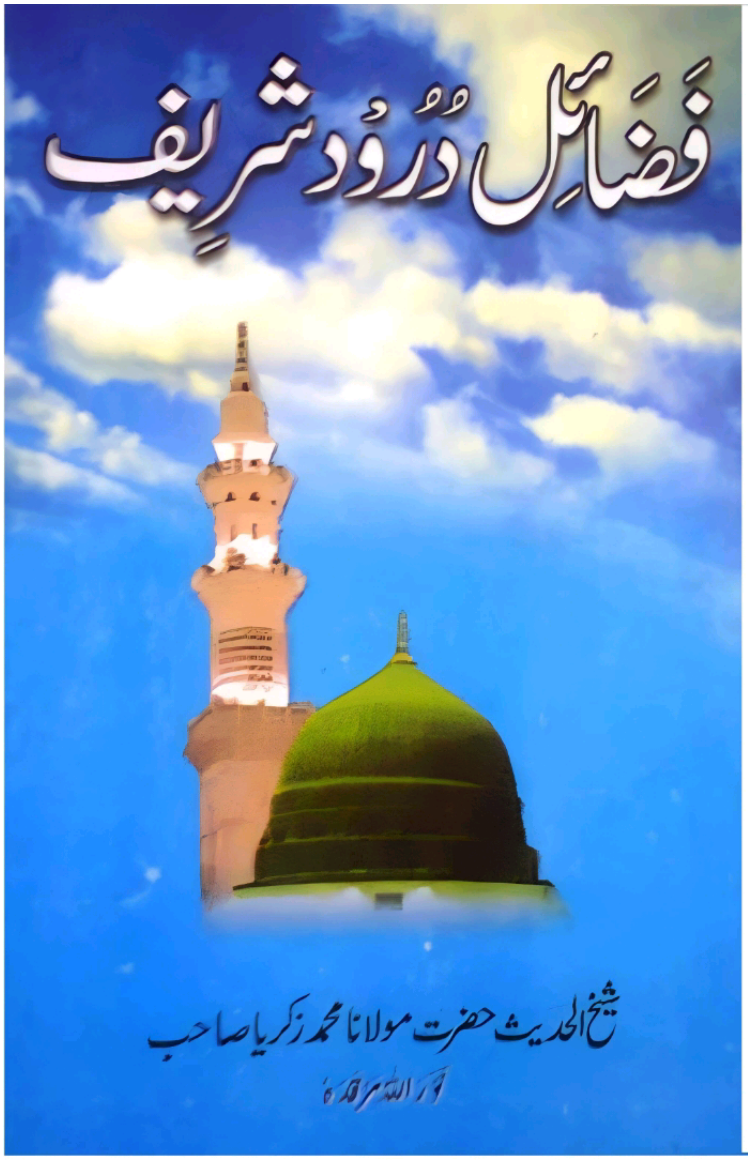

میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے دن سے رات نکالتا ہے ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کرسکتا اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے۔ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا، اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر (نزہتہ) ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۴۷) صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپ کے فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور

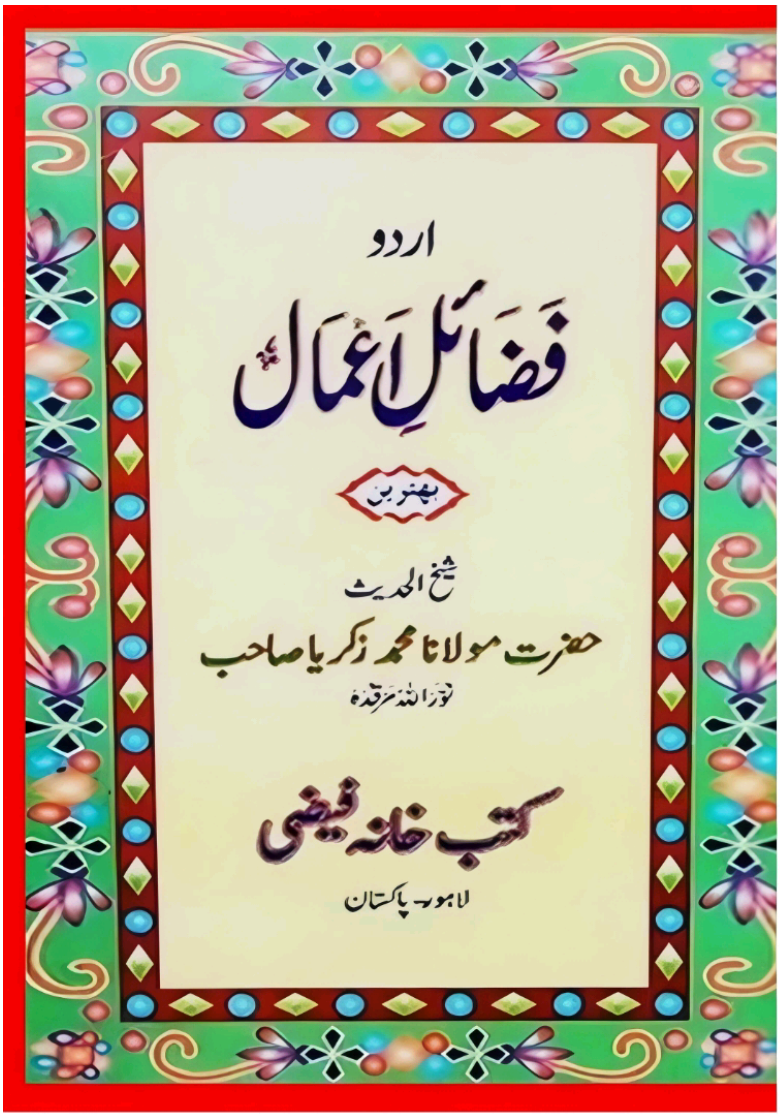

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ غور و فکر کو افضل عبادات اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں، دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے، دوسری اللہ کی محبت کہ فکر پر یہ مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مُسندِ ابُو یعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر درجہ دو چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمال نامے لے کر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں، وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے۔ بیہقیؒ نے شعب میں حضرت عائشہؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جس کو وہ سنیں ستر درجے بڑھا ہوا ہے۔ یہی مراد ہے اُس شعر سے جس میں کہا گیا ہے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزے است ۔۔۔ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

کہ عاشق و معشوق میں ایسی رمز ہوتی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لحظہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو اپنے اپنے اجر و ثواب حاصل کریں ہی گی، یہ ہر وقت کا ذکر و فکر پوری زندگی کے اوقات میں ستر گنا مزید بر آں۔ یہی چیز ہے جس نے شیطان کو دق کر رکھا ہے۔ حضرت جُنیدؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انھوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے وہ کہنے لگا کہ یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنھوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جُنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ موسیٰؑ سے بھی اس کے قریب ہی نقل کیا گیا ہے۔ انھوں نے شیطان کو ننگا دیکھا۔ انھوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی۔ کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں۔ اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ آدمی وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا اور صوفیہ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔ ابُو سعید خرّازؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا

marfat.com

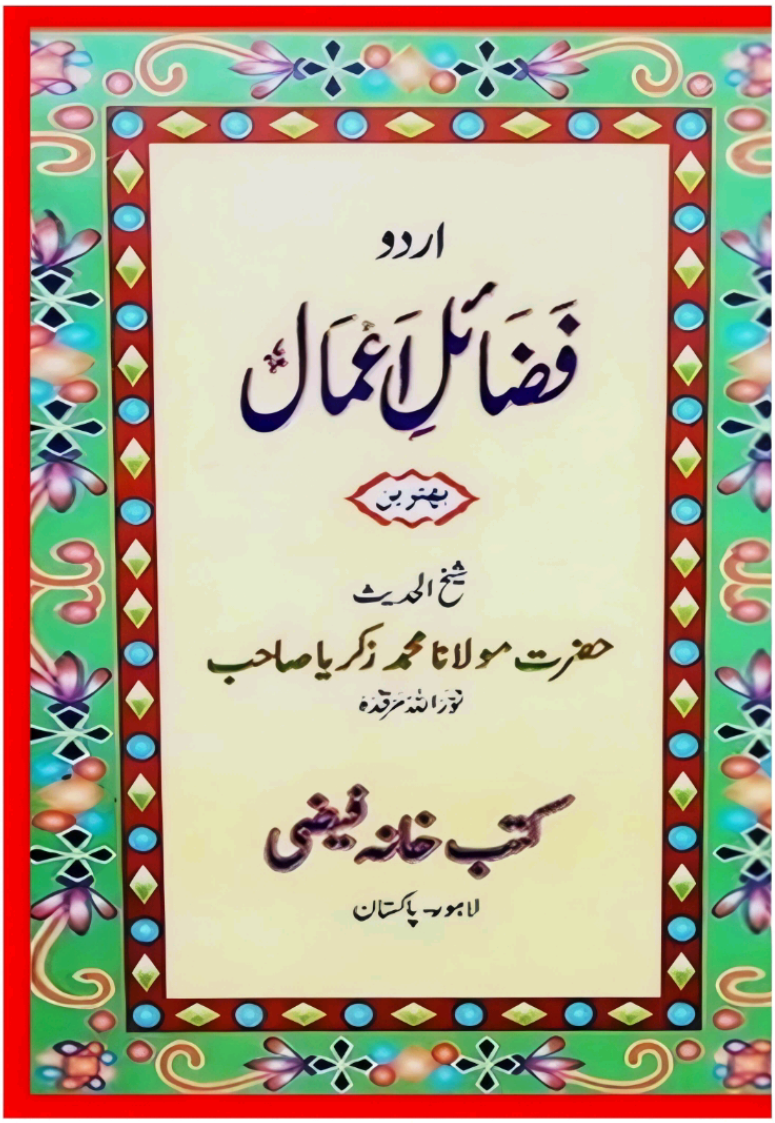

عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ (جس شخص کو اس کے بُرے اعمال رحمت سے دُور کریں اُس کا عالی نسب ہونا، اونچے خاندان کا ہونا رحمت سے قریب نہیں کر سکتا) ایک شخص جو پشتانی شریف النَّسَب ہے مگر فسق و فجور میں مُبتلا ہے وہ اللہ کے نزدیک اُس رذیل اور کم ذات مسلمان کی برابری کسی طرح بھی نہیں کر سکتا جو متقی پرہیزگار ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ.

(۲۳) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَى اللّٰهِ بِشَيْءٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ. (رواه الحاكم وصححه ابوداؤد في مراسيله عن جبير بن نفير و الترمذي عن ابي امامة بمعناه)

اَبُوذرؓ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جلّ شانُہٗ کی طرف رُجوع اور اس کے یہاں تقرّب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہٗ سے نکلی ہے یعنی کلامِ پاک۔

مُتعدّد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانُہٗ کے دربار میں کلامِ پاک سے بڑھ کر تقرّب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانُہٗ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرّب ہو کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ احمد میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے، دونوں طرح موجبِ تقرّب ہے۔ اس حدیث شریف کی توضیح اور تلاوتِ کلامِ پاک کا سب سے بہتر طریقہ تقرّب ہونے کی تشریح حضرتِ اقدس بقیۃ السّلف حجۃ الخلف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نوّر اللہ مرقدہٗ کی تفسیر سے مستنبط ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سُلوک اِلَی اللہ یعنی مرتبہ احسان حق سبحانہٗ وتقدّس کی حضوری کا نام ہے جو تین طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اوّل تصوّر جس کو عُرفِ شرع میں تفکّر و تدبّر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے۔ دوسرا ذکرِ لسانی اور تیسرا تلاوتِ کلامِ پاک۔ سب سے اوّل طریقہ بھی چونکہ ذکرِ قلبی ہے اس لئے در اصل طریقے دو ہی ہیں، اوّل ذکر عام ہے کہ زبانی ہو یا قلبی دوسرے تلاوت۔ سو جس لفظ کا اِطلاق حق سبحانہٗ وتقدّس پر ہوگا اور اس کو بار بار دہرایا جاوے گا جو ذکر کا حاصل ہے تو مُدرِک کے اس ذات کی طرف توجّہ

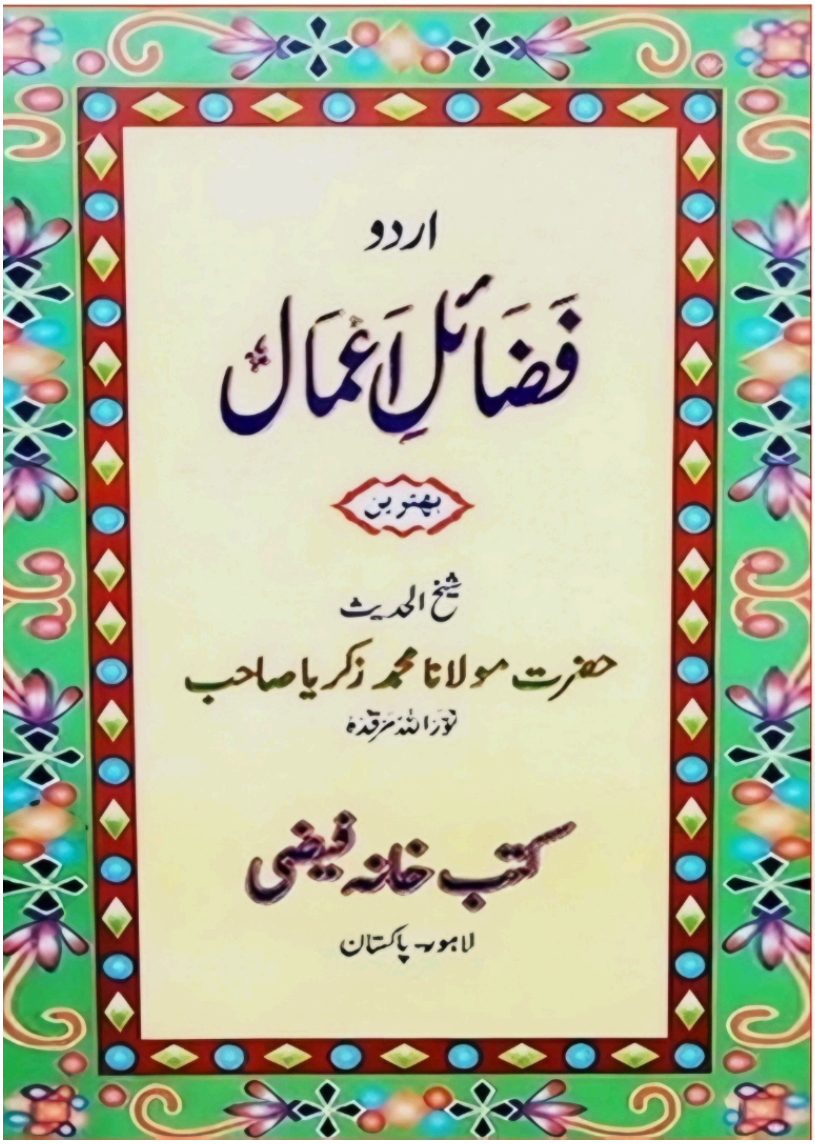

ف: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا ذوق اور کثرت ہے کسی اُمت میں بھی اتنی کثرت نہیں ہے، مشائخ سلوک کی لاکھوں نہیں کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے کم و بیش سینکڑوں مرید اور تقریباً سب ہی کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد دو ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں داخل ہے۔ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار ہے اور زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں اور صوفیہ کے لئے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لا الٰہ الا اللہ کی مقدار کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم و بیش ہوتی رہتی ہیں۔ میرا مقصود حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں مشائخ کا انداز بیان کرنا ہے۔ کہ ایک ایک شخص کے لئے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے "قولِ جمیل" میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں لا الٰہ الا اللہ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سنکر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے، جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں میں سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں پہلے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک واقعہ ہے اس قسم کے نامعلوم کتنے واقعات اس اُمت کے افراد میں پائے جاتے

marfat.com

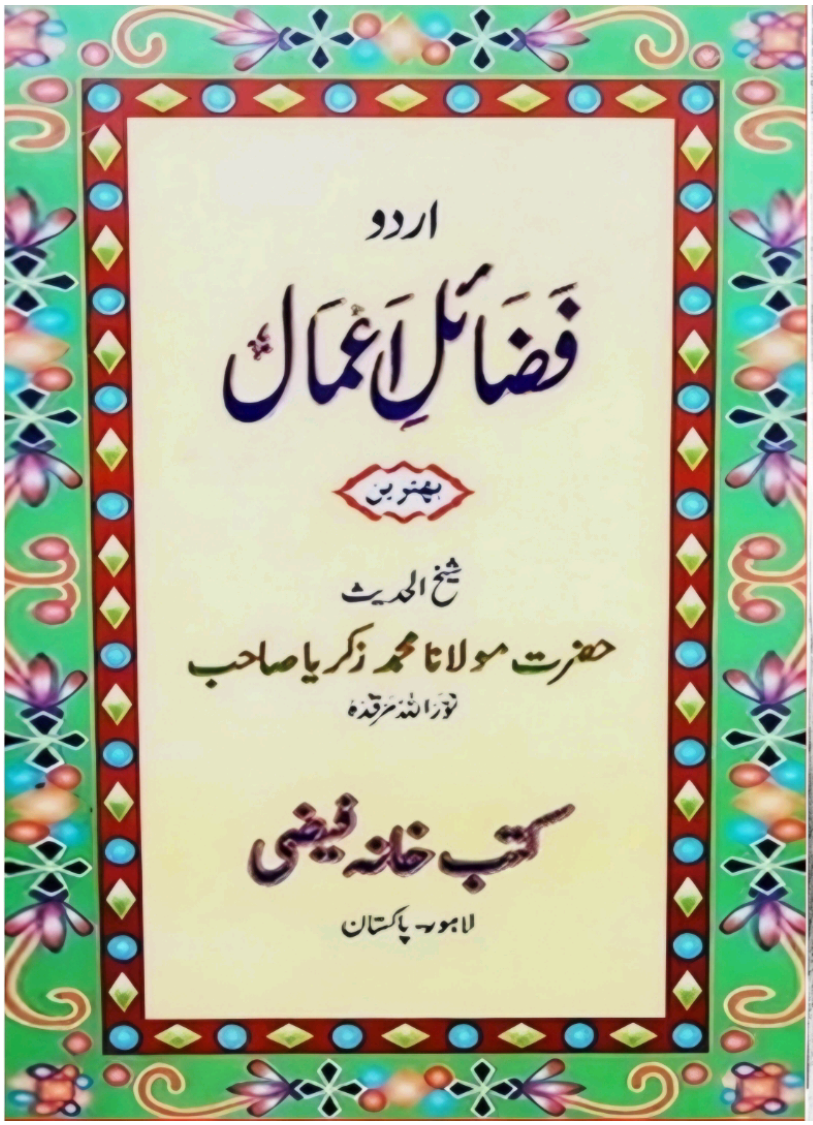

فرمایا کہ جانوروں کو ممبر اور کرسیاں نہ بناؤ۔ بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں، کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ کسی نے عرض کیا آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کردو۔ وہ پیالہ اس کے قریب کیا گیا تو انہوں نے بھی تسبیح سنی۔ اس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا انھوں نے بھی سنا۔ کسی نے درخواست کی کہ مجمع کے سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گناہ گار ہے۔ اس چیز کا تعلق کشف سے ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل تھی اور ہونا چاہیئے تھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور انوارِ قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح، ان کا کلام، ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں لیکن محققین مشائخ کے نزدیک چونکہ یہ چیز نہ دلیلِ کمال ہے نہ موجبِ قرب کہ جو بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس لئے محققین اس کو غیر اہم سمجھتے ہیں بلکہ اس لحاظ سے مضر سمجھے ہیں کہ جب مبتدی اس میں لگ جاتا ہے تو دنیا کی سیر کا ایک شوق پیدا ہو کر ترقی کے لئے مانع بن جاتا ہے مجھے اپنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے بعض خدام کے متعلق معلوم ہے کہ جب ان کو یہ صورتِ کشف پیدا ہونے لگی تو حضرت نے چند روز کے لئے اہتمام سے سب ذکر شغل چھڑا دیا تھا کہ مبادا یہ حالت ترقی پکڑ جائے۔ اس کے علاوہ یہ حضرات اس لئے بھی بچتے ہیں کہ اس صورت میں دوسروں کے گناہوں کا اظہار ہوتا ہے جو ان حضرات کے لئے تکدر کا سبب ہوتا ہے۔ علامہ شعرانیؒ نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دھلتا ہوا نظر آتا اس کو معلوم کر لیتے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ، مکروہ فعل ہے یا خلافِ اولیٰ۔ جیسا کہ حسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانہ میں تشریف فرما تھے ایک جوان وضو کر رہا تھا۔ اس کے وضو

marfat.com

فضائل حج

حضرت مولانا زکریا

انہوں نے فرمایا کہ جب تم مدینہ پہنچ جاؤ اور حضورؐ کی اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام کر چکو تو یہ عرض کر دینا کہ رضوان آپ تینوں حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے (روض) رضوان اس فرشتہ کا نام ہے جو جنت کے ناظم ہیں۔

(۱۳) سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا	دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو
تقبل الارض عنی وھی نائبتی	خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب

Marfat.com

وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت	بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی اب جسموں کی
فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی	حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک

عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوّے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (البنیان المشید)۔

www.islamicbulletin.com

فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (روض۔ وفاء) اسی قسم کا ایک قصہ شیخ ابن جلاءؒ کا نمبر ۲۳ پر آرہا ہے۔

(۹) ابدال میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا کوئی ولی بھی دیکھا فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں حاضر تھا کہ میں نے امام عبدالرزاق محدثؒ کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے میں نے اس جوان سے کہا تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس ﷺ کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ حضر علیہ السلام ہیں فرما ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہٗ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا حق تعالیٰ شانہٗ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے "آمین" (روض)

(۱۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے جو اللہ جل شانہٗ نے اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو عطا فرمائی ہیں ایک نابینا ہمارے قریب بیٹھے ہوئے ہماری باتیں سن رہا تھا وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے تمہاری باتوں سے انس ہوا ایک بات سنو میں عیالدار آدمی تھا بقیع میں لکڑیاں کاٹنے جایا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ وہاں ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس پر کتان کا کرتہ ہے ہاتھ میں جوتے لے رکھے ہیں میں نے خیال کیا کہ کوئی پاگل ہے میں نے اس کے کپڑے چھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا اپنے کپڑے اتار دے اس نے کہا جا اللہ کی حفاظت میں چلا جا میں نے دوبار سہ بار اسی طرح تقاضا کیا اس نے کہا کہ میرے کپڑے ضرور ہی لے گا میں نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اس نے دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں نکل کر باہر گر پڑیں میں نے کہا تجھے خدا کی قسم تو یہ بتا دے کہ تو کون ہے وہ کہنے لگا کہ میں ابراہیم خواص ہوں صاحب روض کہتے ہیں کہ حضرت خواصؒ نے اپنے لٹیرے پر اندھے ہونے کی بد دعا کی اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس سپاہی کے لئے جس نے ان کو پیٹا تھا جنت کی دعا کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خواصؒ نے چور کی حالت سے یہ اندازہ فرمالیا تھا کہ وہ بغیر سزا کے توبہ نہیں کرے گا اور حضرت ابراہیم کو یہ اندازہ ہوا کہ سزا سے وہ توبہ نہ کرے گا اس لئے اس پر دعا کا احسان کیا

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہٗ کے لئے پورا کیا کرو

فَضَائِلِ حج

اس میں حج، عمرہ، زیارت کے فضائل و آداب اور عاشقانِ خدا کے بہت سے واقعات شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا الحاج الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

اُردو

فضائل صدقات

قسم اعلیٰ

مؤلفہ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

نوّر اللہ مرقدہٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناشر

کتب خانہ فیضی لاہور پاکستان

رہے ہیں اور اُن کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا، اُس نے سارا حال سُنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنّا کی۔ اس سے پوچھا کہ قبر بتا دے۔ اُس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا، کہہ رہے ہیں۔ اگر تُو نے میری قبر بتائی، تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا۔ اُس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤنگا (روض)

شیخ ابُو یعقُوب سُنُوسیؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا۔ میں نے اُس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اُس کو قبر میں رکھا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے (روض)۔ ایک بُزرگ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک مُرید کو غسل دیا۔ اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تُو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں اِنتقال ہے۔ اُس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ اِبنُ الجلاؒ مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور اُن کو نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے۔ کسی کی ہمّت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا (روض) غرض صاحبِ رَوض نے بہت سے واقعات ان مرحُموں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشّاش ہونا، ہنسنا، مذاق کرنا، لُطف اُڑانا، معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ اِبنُ عبدُ البرؒ نے اِستیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں حضرت زَید بن خارجہؓ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ غزوۂ مُوتہ میں جب صحابہ کرام جانے لگے تو لوگوں نے

رہے ہیں اور اُن کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی ہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا، اُس نے سارا حال سُنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی۔ اس سے پوچھا کہ قبر بتادے۔ اُس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا، کہہ رہے ہیں۔ اگر تُو نے میری قبر بتائی، تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا۔ اُس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا (روض)

شیخ اَبُو یَعْقُوْب سُنُوْسِیؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مرگیا۔ مَیں نے اُس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب مَیں نے اُس کو قبر میں رکھا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ مَیں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا کہ مَیں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے (روض)۔ ایک بُزرگ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک مُرید کو غسل دیا۔ اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ مَیں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تُو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں اِنتقال ہے۔ اُس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ اِبْنُ الْجَلَّاء مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا اِنتقال ہوا اور اُن کو نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے۔ کسی کی ہمّت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا (روض) غرض صاحب رَوض نے بہت سے واقعات ان مرنے والوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا، مذاق کرنا، لطف اُڑانا، معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ اِبْنُ عَبْدِ الْبَرؒ نے اِسْتِیْعاب میں بھی ذکر کیے ہیں حضرت زَیْد بْن حَارِثَہؓ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ غزوۂ مُوْتہ میں جب صحابہ کرام جانے لگے تو لوگوں نے

رہے ہیں اور اُن کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا، اُس نے سارا حال سُنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی۔ اس سے پوچھا کہ قبر بتادے۔ اُس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا، کہہ رہے ہیں۔ اگر تُو نے میری قبر بتائی، تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا۔ اُس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا (روض) شیخ ابُو یعقوب سُنوسیؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مرگیا۔ میں نے اُس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اُس کو قبر میں رکھا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے (روض)۔ ایک بُزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مُرید کو غسل دیا۔ اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تُو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں اِنتقال ہے۔ اُس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ اِبنُ الجلاؒ مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور اُن کو نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے۔ کسی کی ہمّت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا (روض) غرض صاحب رَوض نے بہت سے واقعات ان مرنے والوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشّاش ہونا، ہنسنا، مذاق کرنا، لُطف اُڑانا، معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ اِبنُ عبدُالبرؒ نے اِستیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں حضرت زَید بن خارجہؓ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف نہیں ہے کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ غزوۂ مُوتہ میں جب صحابہ کرام جانے لگے تو لوگوں نے

ابو سعید خرّازؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تھا۔ باب بنی شیبہ سے نکل رہا تھا۔ دروازہ سے باہر میں نے ایک نہایت خوبصورت آدمی کو مرے ہوئے پڑا دیکھا۔ میں جو اس کو غور سے دیکھنے لگا تو وہ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگا اور کہنے لگا۔ ابو سعید تمہیں معلوم نہیں کہ (محبت والے) دوست مرا نہیں کرتے۔ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کا جب وصال ہونے لگا تو کسی نے ان سے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرما دیجئے۔ فرمانے لگے کہ میں اس کی مہربانی کے کرشموں میں متعجب ہو رہا ہوں اس وقت مجھے مشغول نہ کرو۔ ابو عثمان حیریؒ کہتے ہیں کہ جب ابو حفصؒ کا انتقال ہونے لگا تو کسی نے پوچھا کہ کوئی وصیت فرما دیجئے فرمانے لگے کہ مجھ میں بولنے کی طاقت نہیں۔ اس کے بعد ذرا سی قوت معلوم ہوئی تو میں نے کہا۔ اب فرما دیجئے میں لوگوں تک پہنچا دوں گا۔ فرمانے لگے اپنی کوتاہی پر پورے دل سے انکسار اور عاجزی ہو (بس یہ میری آخری وصیت ہے)۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سری سقطیؒ کا وصال ہونے لگا، نزع کی حالت تھی۔ میں سرہانے بیٹھا تھا۔ میں نے اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ دیا۔ میری آنکھ سے آنسو جاری تھے۔ میرا آنسو ان کے رخسار پر گرا۔ فرمانے لگے کون ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کا خادم جنید ہے۔ فرمانے لگے مرحبا (بہت اچھا کیا، آئے) میں نے عرض کیا۔ کوئی آخری وصیت فرما دیجئے۔ فرمانے لگے کہ بُروں کی صحبت سے اپنے کو بچانا، اور ایسا نہ ہو کہ غیروں کی صحبت اللہ تعالیٰ شانہٗ سے تجھے جدا کر دے۔ حضرت حبیب عجمیؒ (جو مشہور اکابر صوفیا میں ہیں) انتقال کے وقت بہت ہی گھبرا رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ جیسے بزرگ سے یہ گھبراہٹ بعید ہے اس سے پہلے تو ایسا حال آپ کا نہ ہوتا تھا (یعنی اتنی گھبراہٹ کسی بات سے بھی محسوس نہ ہوتی تھی) فرمانے لگے سفر بہت لمبا ہے توشہ پاس نہیں ہے۔ کبھی اس سے پہلے اس کا راستہ دیکھا نہیں آقا اور سردار کی زیارت کرنی ہے کبھی اس سے پہلے زیارت نہیں کی۔ ایسے خوفناک مناظر دیکھنے ہیں جو پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ مٹی کے نیچے تنہا قیامت تک پڑے رہنا ہے کوئی مونس

Jubilee Printers

اُردو

فضائل صدقات

قسم اعلیٰ

مؤلفہ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

نوّر اللہ مرقدہٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناشر

کتب خانہ فیضی لاہور پاکستان

گناہوں سے بری ہوں، نہ میرے پاس کوئی عذر ہے جو معذرت میں پیش کروں نہ کوئی طاقت ہے جس سے مدد چاہوں۔ بس میرے لیے تو تُو ہی ہے، میرے لیے تو تُو ہی ہے، یہی کہتے کہتے ایک چیخ ماری اور انتقال ہوگیا۔ غیب سے آواز آئی کہ اس بندے نے اپنے مولیٰ کے سامنے عاجزی کی، اُس نے قبول کرلیا۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ ایک فقیر نزع کی حالت میں سسک رہا تھا۔ مکھیاں اس کے منہ پر کثرت سے بیٹھ رہی تھیں۔ مجھے ترس آیا میں اُس کے پاس بیٹھ کر مکھیاں اُڑانے لگا۔ اُس نے آنکھ کھول دی اور کہنے لگا کہ برسوں سے خاص وقت کی کوشش میں لگا ہوا تھا، ساری عمر میں کوشش پر بھی نصیب نہ ہوا اب ملا تھا تو تُو آکر بیچ میں گھس گیا۔ جا اپنا کام کر، اللہ تیرا بھلا کرے۔ ابوبکر رقّی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکر زقاق کے پاس صبح کے بعد موجود تھا۔ وہ کہہ رہے تھے یا اللہ تُو مجھے اس دنیا میں کب تک ڈالے رکھے گا۔ ظہر کا وقت بھی نہ آنے پایا تھا کہ ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت مکحول شامی رحمہ اللہ بیمار تھے۔ ایک شخص ان کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ کہنے لگے ہرگز نہیں، ایسی ذات کے پاس جانا جس سے خیر ہی کی اُمید ہے ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے بہتر ہے جن کی بُرائی سے کسی وقت بھی اطمینان نہیں ہے۔ ابوعلی رُوذباری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا بہت خستہ حال پُرانے کپڑے۔ کہنے لگا۔ یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں کوئی غریب فقیر مرجائے۔ میں نے لاپروائی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اندر آجا اور جہاں چاہے پڑ کے مرجا۔ وہ اندر آیا، وضو کی، چند رکعات نماز پڑھی اور لیٹ کر مرگیا۔ میں نے اسکی تجہیز و تکفین کی، اور جب دفن کرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس کے منہ پر سے کفن ہٹا کر اس کا منہ زمین پر رکھ دوں تاکہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کی غربت پر رحم فرمائے۔ میں نے اس کا منہ کھولا اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے پوچھا میرے سردار کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟ کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔ علی بن سہل اصبہانی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں بھی اسی طرح مروں گا جس طرح لوگ مرتے ہیں۔ بیماری، عیادت،

اُردو

فضائل صدقات

قسم اعلیٰ

مؤلفہ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

نوّراللہ مرقدہٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناشر

کتب خانہ فیضی لاہور پاکستان

(۱۶) عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دُور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھیرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اُس قبر والے کو

خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تُو اپنے اُونٹ کو میرے نُجتی اُونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (نُجتی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے، جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحب قبر اُٹھا اور اس کے اُونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب یہ اونٹ والا نیند سے اُٹھا تو اُس کے اونٹ کے خون جاری تھا۔ اُس نے اُٹھ کر اس کو ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی اُمید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا۔ کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہوگئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص نُجتی اونٹ پر سوار ملا جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اُس نے پوچھا کہ تُو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا جو شخص نُجتی اونٹ پر سوار تھا اُس نے کہا کہ وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اُس کا نُجتی اُونٹ ہے۔ اُس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تُو میری اولاد سے تو میرا نُجتی اُونٹ فلاں شخص کو دیدے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ نُجتی اونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اُونٹ دے کر چلا گیا (اتحاف)۔ یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اَصیل اُونٹ کو فروخت کرکے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیونکر ہوگیا اسمیں کوئی مُحال چیز نہیں ہے۔ عالمِ اَرواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔

(۱۷) ایک قریشی سفر میں جارہے تھے۔ راستہ میں ایک بیمار رفیق ملا جس کو مَصائب نے بالکل ہی عاجز کر رکھا تھا۔ اُس نے درخواست کی کہ کچھ مدد میری کرتے جاؤ۔ ان قریشی صاحب نے اپنے غلام سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس خرچ

اُردو

فضائلِ صدقات

قسم اعلیٰ

مؤلفہ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

نوّراللہ مرقدہٗ

www.besturdubooks.wordpress.com

ناشر

کتب خانہ فیضی لاہور پاکستان

چھڑا دیتا ہے۔ یہ کہہ کر ایک شخص کو بُلایا اور اس کے ذریعہ سے شہر میں مُنادی کرائی کہ قیس کا جس جس کے ذمہ قرضہ ہے وہ قیس نے سب کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جو عیادت کرنے والوں کا ہجوم ہوا تو دروازہ کی دہلیز بھی ٹوٹ گئی (الحاف)۔

(۲۴) مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقراء کے لئے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کہتا۔ وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اُس کی اصلاح کے انتظام کے لئے کوئی چیز نہیں ہے یہ صاحب اُٹھے اور لوگوں سے اُس کے لئے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اُس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور اُس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور واپس آ کر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اُس کو توڑ کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اُس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں اس وقت تم اس سے اپنا کام چلا لو۔ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا، وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سُن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی۔ تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں جو چولھا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑا ہوا ہے۔ اُس میں پانسو اشرفیاں ہیں وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح کو اُٹھ کر اُس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے

سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ اُنہوں نے اُس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانسو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالہ کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو، اس لئے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا۔ مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اُس نے وہ اشرفیاں

کہ میں ایک دفعہ جاکر دوبارہ نہیں آتا، یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا، شام کو بعد مغرب آیا، کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اس کو تخلیہ کی جگہ بتادی۔ ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی، ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آرہی ہے، ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہوگئی؟ کہا: میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعا کی تھی کہ یا اللہ! اس کی برکت سے مجھے اچھا کردے، میں فوراً اچھی ہوگئی۔ اس کے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے، تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہیں۔

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا۔ طبیبوں نے کہا: اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ ان کی والدہ نے کہا: ابھی ٹھہر جاؤ، جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔

ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی جو نہایت دُبلی پتلی تھی، اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے، میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا، اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل، رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں۔ کہنے لگی: اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کردیے، وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی رات بھر نماز پڑھتی، جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا، عید کے واسطے ضروری کچھ سامان خرید لائیں گے۔ کہنے لگی: میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو، پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہوگئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی، حتیٰ کہ اس آیت پر پہونچی ﴿وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝﴾ الآیۃ [سورۂ ابراہیم] اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رُخصت ہوگئی۔

ایک سیّد صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی، کئی کئی دن ایسے گذر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

اہلِ مجاہدہ لوگوں میں اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں۔ ان حضرات کی حرص تو بہت ہی مشکل ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے ان کو پیدا ہی اس لیے فرمایا تھا؛ لیکن جو حضراتِ اکابر کہ دوسرے دینی اور دنیوی مشاغل میں مشغول تھے، ان کی حرص بھی ہم جیسوں کو دشوار ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے سب ہی واقف ہیں، خلفاء راشدین کے بعد اُنہیں کا شمار ہے، ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے

حل لغات: ① تنہائی اور آرام کی جگہ۔ ② معذور۔ ③ واسطہ۔ ④ ڈر۔ ⑤ بچنا۔ ⑥ برابر۔ ⑦ موقع، مہلت، فُرصت۔ ⑧ دین کے لیے محنت ومشقت کرنے والے۔ ⑨ تمنا، لالچ۔ ⑩ مشغلہ کی جمع، کام۔ ⑪ جاننا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

① حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	② فضائل نماز
③ فضائل تبلیغ	④ فضائل ذکر
⑤ فضائل قرآن مجید	⑥ فضائل رمضان شریف
⑦ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج	⑧ فضائل درود شریف

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

Compiler	مرتب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

www.islamicbulletin.com

کیا اور تعظیم کا حق ادا نہ کیا تو اللہ جل شانہٗ نے ان کو ہلاک کر دیا اس کے بعد قبیلہ جرہم اس کے متولی بنے اور جب ان لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی تو اللہ جلِ شانہٗ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا لہٰذا تم لوگ بہت زیادہ اس کی تعظیم کیا کرو اس میں سستی نہ کرو۔ (کنز) موسیٰ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عجمی شخص طواف کر رہا تھا نیک دیندار آدمی تھا طواف کرتے ہوئے ایک خوبصورت عورت کے پازیب کی آواز جو طواف کر رہی تھی اس کے کان میں پڑی یہ شخص اس عورت کو گھورنے لگا۔ رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا اور اس کے تھپڑ مارا کہ آنکھ نکل گئی اور بیت اللہ شریف کی دیوار سے آواز آئی کہ ہمارے گھر کا طواف کرتا ہے اور ہمارے غیر کو دیکھتا ہے۔ یہ تھپڑ اس نظر کے بدلہ ہے اور اگر آئندہ کوئی اور حرکت کرے گا تو ہم بھی زیادہ بدلہ دیں گے۔ (مسامرات)

۸).....عن عائشةؓ قالت كنت احب ان ادخل البيت واصلي فيه فاخذ رسول الله يدي فادخلني في الحجر فقال صلي في الحجر اذا اردت دخول البيت فانما هو قطعة من البيت فان قومك اقتصروا حين بنوا الكعبة فاخرجوه من البيت (رواه ابوداؤد)

ترجمہ).....حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر نماز پڑھوں۔ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور یہ فرمایا کہ جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہا کرے تو یہاں آ کر نماز پڑھ لیا کر یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس حصہ کو (خرچ کی کمی کی وجہ سے) کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔

فائدہ: کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا مستحب ہے اور وہ بھی قبولیت دعا کی خاص جگہ ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵ کے ذیل میں گذرا لیکن رشوت دیکر اندر جانا جائز نہیں۔ قریش نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا جیسا کہ کعبہ کی تعمیروں کے سلسلہ میں نمبر ۸ میں گذر چکا ہے تو اس کے اندر کی سطح کو بلند کر دیا تھا اور دروازہ بہت بلند کر دیا تھا تا کہ بغیر سیڑھی لگائے آدمی اندر نہ جا سکے اور یہ اپنے اختیار کی بات رہے کہ جس کو دل چاہے داخل ہونے دیں جس کو چاہے نہ داخل ہونے دیں۔ حضور اقدس ﷺ کی تمنا اور خواہش تھی کہ کعبہ کی تعمیر کی سابقہ طرز کے موافق کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ عرب نومسلم ہیں یعنی مبادا کعبہ کے گرانے سے ان کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا اور حطیم کا حصہ اندر داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے کر دیتا کہ ایک سے لوگ داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں اور دروازے کو زمین سے ملا دیتا تیری قوم نے اس لئے اس کے دروازہ کو بلند کیا تا کہ جس کو وہ پسند کریں وہ داخل ہو سکے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت عائشہؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیت اللہ کے بارے

www.islamicbulletin.com

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہٗ کے لئے پورا کیا کرو

فضائلِ حج

اس میں حج، عمرہ، زیارت کے فضائل و آداب اور عاشقانِ خدا کے بہت سے واقعات شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا الحاج الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

www.islamicbulletin.com

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہٗ کے لئے پورا کیا کرو

فَضَائِلِ حج

جس میں حج، عمرہ، زیارت کے فضائل وآداب اور عاشقانِ خدا کے بہت سے واقعات شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ: حضرت مولانا الحاج الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

دار الاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

www.islamicbulletin.com

آخر کا جو حال ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جن محتاط علماء نے مکہ کے قیام کو مکروہ بتایا ہے اس کی تین وجہ ہیں اول یہ کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں کے قیام سے وہ ذوق شوق اور تڑپ بیقراری جو کعبہ شریف کے ساتھ ہونا چاہئے وہ کم ہو جائے، دوسرے یہ کہ اس سے روانگی کے وقت جو فراق کی تڑپ اور دوبارہ لوٹنے کا جذبہ پیدا ہوگا وہ وہاں رہنے میں حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ تو کسی دوسرے شہر میں رہے اور تیرا دل مکہ مکرمہ میں اٹکا رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو مکہ میں رہے اور تیرے دل میں کسی دوسری جگہ کا داعیہ پیش آئے اور بعض بزرگوں سے نقل کیا گیا کہ بہت سے لوگ خراسان میں رہنے والے مکہ سے تعلق کے اعتبار سے بعض ان لوگوں سے قریب ہیں جو طواف کر رہے ہوں بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ اُن کی زیارت کو جاتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مبادا وہاں رہ کر کوئی گناہ صادر ہو جائے کہ یہ سخت خطرناک ہے اور اللہ جل شانہٗ کے غصہ کا موجب ہے فقط۔

ویسے تو مکہ مکرمہ سارا ہی بابرکت ہے اس کی ہر جگہ ہر در و دیوار ہر پتھر اور ریت کا ذرہ بابرکت ہے لیکن چند مقامات اور بھی زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں جن میں سے بعض اس فصل میں گزر چکے ہیں مستقل احادیث ان کے فضائل میں لکھی جا چکی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ کا دولت کدہ جہاں حضرت فاطمۃ الزہراؓ پیدا ہوئیں اور حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ سب اولاد یہیں پیدا ہوئی۔ ہجرت تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی مکان میں رہا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مسجد حرام کے بعد مکہ کے تمام مکانات میں یہ مکان افضل ہے۔ دوسرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ جو مولدِ نبی کے نام سے مشہور ہے۔ تیسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکان جو زقاق صواغین (زرگروں کی گلی) میں ہے اس کو دار الہجرت بھی کہتے ہیں اس لئے کہ ہجرت کی ابتداء اسی مکان سے ہوئی ہجرت سے قبل حضورؐ روزانہ یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ وہاں دو پتھر تھے ایک کا نام متکلم ہے اُس نے حضور اقدسؐ کو سلام کیا تھا دوسرا استکا جس پر حضورؐ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ مولد علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کی پیدائش کی جگہ دار ارقم جو دار خیزران سے مشہور ہے صفا پہاڑ کے قریب ہے اس میں حضرت عمرؓ، اسلام لائے تھے اور چالیس کا عدد آپ کے ایمان لانے پر پورا ہوا تھا اور قرآن پاک کی آیت (یٰٓاَیُّھَاالنَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) اس پر نازل ہوئی تھی اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں مخفی رہا کرتے تھے۔ جبل ثور کا غار جس میں ہجرت کے وقت حضور اقدسؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پوشیدہ ہوئے تھے قرآن پاک میں (ثانی اثنین اذھما فی الغار) میں اسی غار کا ذکر ہے۔ جبل حرا کا غار جس

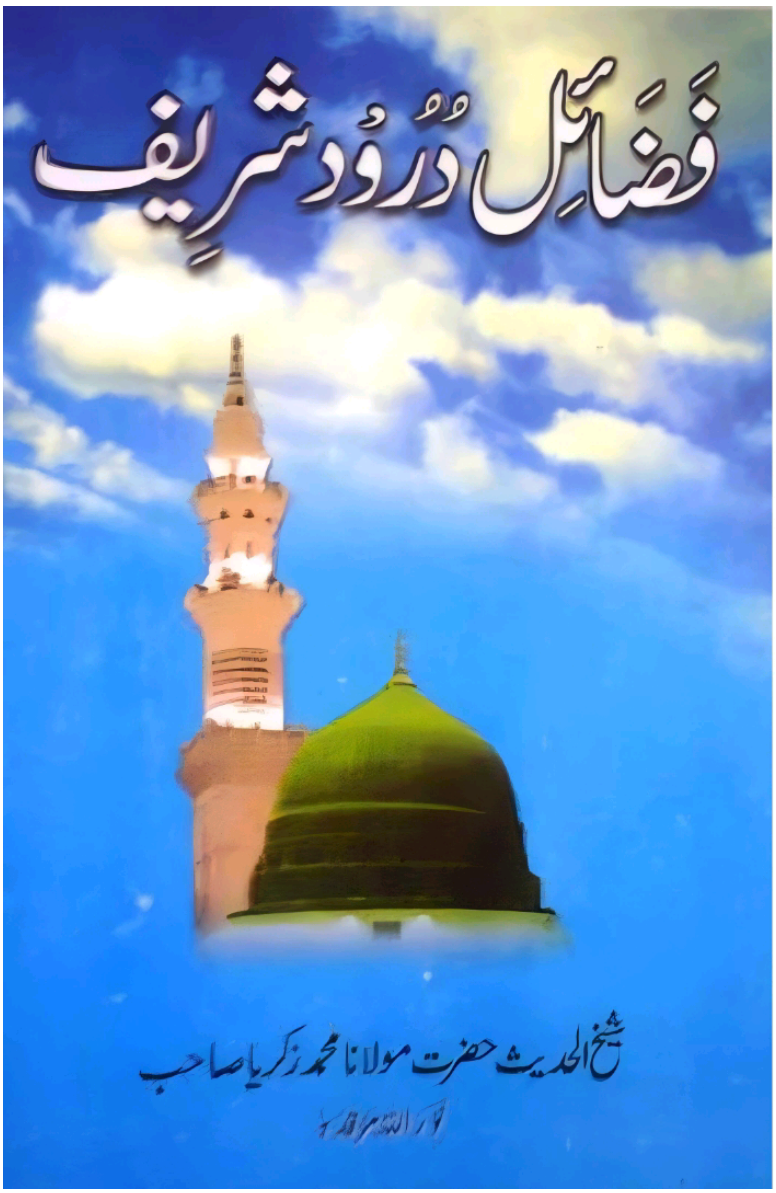

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسول کا سُرمہ لگائیں ہم

⑮ مسجدِ نبوی میں دوگانۂ شکر ادا کرتے، سجدۂ شکر بجا لاتے، روضۂ اقدس کی شمع روشن کا اپنی جانِ حزیں کو پروانہ بناتے۔ ⑯ آپ کے روضۂ اطہر اور گنبدِ خضرا کے اس حال میں مستانہ اور بے تابانہ چکر لگاتے کہ دل صد مہائے عشق اور وفورِ شوق سے پاش پاش اور چھلنی ہوتا۔ ⑰ حریمِ قدس اور روضۂ پُرنور کے آستانۂ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔ ⑱ کبھی صحنِ حرم میں جھاڑو دے کر گرد و غبار کو صاف کرنے کا فخر اور کبھی وہاں کے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔ ⑲ گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس سے مردمکِ چشم کے لئے سامانِ روشنی مہیا کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کے لئے مُضر ہے مگر ہم اس کو جراحتِ دل کے لئے مرہم بناتے۔ ⑳ آپ کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرے سے مَل مَل کر زریں و طلائی بناتے۔ ㉑ آپ کے مُصلّائے مبارک و محرابِ شریف میں نماز پڑھ پڑھ کر تمنّائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور مُصلّے میں جس جائے مقدس پر آپ کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشکِ خونیں سے دھوتے ㉒ آپ کی مسجدِ اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست و دعا کرتے۔ ㉓ آپ کی دلآویز تمناؤں کے زخموں اور دل نشین آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں ہیں) انتہائی مسرّت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے۔ ㉔ اب اگرچہ میرا جسم اس حریمِ انور و شبستانِ اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے۔ ㉕ میں اپنے خود بیں و خود رائے نفسِ اَمّارہ سے سخت عاجز

زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونے والے تو اور بھی ہوں گے، مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نے نہیں دیکھا، عشاء کی نماز کے بعد مُصلّے پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے اور روتے رہتے، حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی، پھر جب کُھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے۔ کہتے ہیں کہ خلافت[1] کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی۔ ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں، باپ نے بہت سے زیورات جواہر[2] دیے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا، جس کی نظیر[3] نہیں تھی۔ آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو[4] باتوں میں سے ایک[5] اختیار کر، یا تو وہ زیور سارا اللہ کے واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں یا مجھ سے جُدائی اختیار کر لے، مجھے یہ چیز ناگوار[6] ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں۔ بیوی نے عرض کیا کہ وہ مال کیا چیز ہے، میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔ یہ کہہ کر سب بیت المال میں داخل کر دیا۔ آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا ''یزید'' بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا: اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے۔ فرمانے لگیں کہ جب میں اُن کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی؟ مرض[7] الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ نہیں، پھر ایک غلام کو بلایا، اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا؟ اس نے کہا سو[8] دینار دیے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا، آپ نے فرمایا: وہ دینار لے آ۔ اس نے حاضر کیے آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا: تو کسی ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت مسلمہؒ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا، آپ کے تیرہ[13] بیٹے ہیں اور ان کے لیے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا، نہ پیسہ۔ آپ نے فرمایا: ذرا مجھے بٹھا دو، بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں، پس اگر وہ صالح[9] ہیں تو اللہ جلّ شانہٗ خود ان کا کفیل[10] ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے ﴿ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [سورۂ اعراف] (وہی متولّی ہے صُلحاء کا) اور اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پرواہ نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو فقہ کے مشہور امام ہیں، دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین[300] سو رکعات نفل پڑھتے تھے۔ حضرت سعید بن جُبیرؒ ایک[1] رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔ حضرت محمد بن مُنکدرؒ حفّاظِ[5] حدیث میں ہیں، ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ

حل لغات: (۱) مسلمانوں کا اسلامی بادشاہ بننا۔ (۲) ہیرے موتی۔ (۳) مثال۔ (۴) ناپسند۔ (۵) دو باتوں جس میں انتقال ہو۔ (۶) نیک۔ (۷) ذمہ دار۔ (۸) جنہیں کم از کم ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات　　فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ　مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

تشہیل و نشر	Designed
ادارہ چیریٹیبل ٹرسٹ	AHEM Charitable Trust

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائلِ اعمال

جلد دوم

فضائل صدقات　　فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ　مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	تشہیل و ترتیب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com

حد نہ رہی، کسی نے دریافت کیا تو فرمایا: تلاوت میں یہ آیت آگئی تھی ﴿وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝﴾ [سورۂ زمر] اخیر تک۔ اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ ''اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں، تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیہ کے طور پر دینے لگیں''۔ اس کے بعد ارشاد ہے ﴿وَبَدَا لَهُمْ﴾ الآیۃ ''اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا، جس کا اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی''۔ حضرت محمد بن مُنکدرؒ وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

حضرت ثابت بُنانیؒ حُفّاظِ حدیث میں ہیں، اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنانؒ کہتے ہیں: خدا کی قسم! میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابت کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اُس نے مجھے کہا: چُپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو اُن کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا؟ اس نے کہا: کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔ [اقامۃ الحجۃ]

حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے؛ لیکن پھر بھی دو سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔

حضرت محمد بن نَضرؒ مشہور مُحدِّث ہیں، اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک پھنسی نے نماز میں کاٹا، جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا، مگر نہ حرکت ہوئی، نہ خشوع خضوع میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے۔ حضرت بقی ابن مخلدؒ روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حنّادؒ ایک مُحدِّث ہیں، ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے، ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے، اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور

حل لغات: ① بدلہ۔ ② قبر کے اندر کا وہ گڑھا جس میں مردے کو رکھا جاتا ہے۔ ③ راتوں کو جاگنا۔ ④ مشغلہ کی جمع، کام۔ ⑤ سب سے بڑے قاضی۔ ⑥ عدالت۔ ⑦ الگ۔ ⑧ مکمل توجہ۔ ⑨ مثال۔ ⑩ ایک اڑنے والا زہریلا کیڑا۔ ⑪ نماز کے آداب و دلی کیفیت و سکون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات — فضائل حج

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	کمپیوٹر کمپوزنگ
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com

تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے، پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے، مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا، میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

مَسْرُوقؒ ایک محدث ہیں، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ اُن کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المُسَیبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور ابو الْمُغِیرَہؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالیؒ نے ابو طالب مکیؒ سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے، ان میں سے بعض کا چالیس برس یہی عمل رہا۔ [اتحاف] حضرت امام اعظمؒ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا، اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا، صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضُعف بہت ہو گیا تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں اور تقریباً اسّی برس کی عمر تھی۔ ابو عَتّاب سُلَمیؒ چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کُتُبِ تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی اِن حضرات کے اِتباع کا کچھ حصہ اپنے لُطف و فضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بعض لوگوں کو نماز کا کچھ ہی حصہ حاصل ہوتا ہے

① عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ	نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح

حل لغات: ① سوجن۔ ② مسلسل طور سے۔ ③ کمزوری۔ ④ تاریخ کی کتابیں۔ ⑤ مکمل ذکر کرنا۔ ⑥ اس کتاب کے پڑھنے والے۔

تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے، پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے، مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا، میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستّر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

مسروقؒ ایک محدّث ہیں، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ اُن کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المسیبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور ابوالمغیرہؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالیؒ نے ابوطالب مکیؒ سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے، ان میں سے بعض کا چالیس برس یہی عمل رہا۔ [اتحاف] حضرت امام اعظمؒ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا، اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا، صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت ہو گیا تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں اور تقریباً اسّی برس کی عمر تھی۔ ابوعتّاب سلمیؒ چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کُتبِ تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی اِن حضرات کے اِتباع کا کچھ حصہ اپنے لُطف و فضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بعض لوگوں کو نماز کا کچھ ہی حصہ حاصل ہوتا ہے

① عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ	نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح

حل لغات: ① سوجن۔ ② مسلسل طور سے۔ ③ کمزوری۔ ④ تاریخ کی کتابیں۔ ⑤ مکمل ذکر کرنا۔ ⑥ اس کتاب کے پڑھنے والے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات — فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

تشہیل و ترتیب	Designed
AHEM Charitable Trust چیریٹیبل ٹرسٹ	AHEM Charitable Trust

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات

فضائل حج

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	تشہیل و ترتیب
AHEM Charitable Trust	اہم چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com

تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے، پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے، مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا، میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستّر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

مسروقؒ ایک محدث ہیں، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ اُن کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المسیبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور ابو المعتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالیؒ نے ابو طالب مکیؒ سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے، ان میں سے بعض کا چالیس برس یہی عمل رہا۔ [اتحاف] حضرت امام اعظمؒ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا، اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا، صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت ہو گیا تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں اور تقریباً اسّی برس کی عمر تھی۔ ابو عتّاب سلمیؒ چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کتب تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی اِن حضرات کے اِتباع کا کچھ حصہ اپنے لُطف و فضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔

بعض لوگوں کو نماز کا کچھ ہی حصہ حاصل ہوتا ہے

① عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ	نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح

حل لغات: ① سوجن۔ ② مسلسل طور سے۔ ③ کمزوری۔ ④ تاریخ کی کتابیں۔ ⑤ مکمل ذکر کرنا۔ ⑥ اس کتاب کے پڑھنے والے۔

بزرگوں کے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے واقعات

اور جیسا کہ مجاہدؒ نے بیان کیا ہے: فُقَہائے صحابہ ؓ کی یہی نماز تھی، وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے، اللہ سے ڈرتے تھے۔ حضرت حسنؒ جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیّر ہو جاتا تھا، کسی نے پوچھا: یہ کیا بات ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبّار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر وضو کر کے جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے: إِلٰهِيْ! عَبْدُكَ بِبَابِكَ. يَا مُحْسِنُ! قَدْ أَتَاكَ الْمُسِيْئُ وَقَدْ أَمَرْتَ الْمُحْسِنَ مِنَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِيْءِ فَأَنْتَ الْمُحْسِنُ وَأَنَا الْمُسِيْئُ. فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِيْحِ مَا عِنْدِيْ بِجَمِيْلِ مَا عِنْدَكَ يَا كَرِيْمُ.

ترجمہ: یا اللہ! تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے، اے احسان کرنے والے اور بھلائی کا برتاؤ کرنے والے! بدا عمال تیرے پاس حاضر ہے، تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بُروں سے درگزر کریں، تُو اچھائی والا ہے اور میں بدکار ہوں۔ اے کریم! میری بُرائیوں سے اُن خوبیوں کی بدولت جن کا تُو مالک ہے؛ درگذر فرما۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت زَیْنُ الْعَابِدِیْنؒ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے، تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آ جاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا: کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی، یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا، تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تکبّر کرنے والے پر تعجب ہے کہ کل تک ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مُردار ہو جائے گا، پھر تکبّر کرتا ہے؟ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لیے تو فکر کرتے ہیں، ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے، لوگوں کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ کس نے دیا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو سو گھر ایسے نکلے جن کا گذارہ آپ کی اعانت پر تھا۔ [نُزہۃ المجالس]

حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرے کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آ جاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اُس اَمانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان و زمین نہ اُٹھا سکے، پہاڑ اس کے اُٹھانے سے عاجز ہو گئے، میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔

حل لغات: ① بدل جانا۔ ② زبردست۔ ③ معاف کرنا۔ ④ سبب۔ ⑤ حالت قیام۔ ⑥ پیلا۔ ⑦ کپکپی۔ ⑧ منی کا قطرہ۔ ⑨ ختم۔ ⑩ مدد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات — فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	تشہیل و ترتیب
AHEM Charitable Trust	AHEM چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رنگ پھول جاتیں، آنکھیں سُرخ ہو جاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مُؤَذِّن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اُڑ جائے، اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مُفصّل ذکر فرمایا۔

ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذُوالنُّون مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی، جب انھوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ ''اللہ'' کے وقت اُن پر جلالِ الٰہی کا ایسا غلبہ تھا، گویا اُن کے بدن میں روح نہیں رہی، بالکل مُنہزم ہو گئے اور جب ''اکبر'' زبان سے کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ [نُزہۃ المجالس]

حضرت اُویس قرنیؒ مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں: بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گذار دیتے، کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدے میں گذار دیتے۔ [نُزہۃ المجالس]

عِصَامؒ نے حضرت حاتم زاہد بلخیؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اوّل نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ پہونچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہے اور اوّل نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے مُنہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پُل صراط پر ہے، داہنی طرف جنت ہے، بائیں طرف دوزخ ہے، موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، پھر کوئی اور نماز شاید مُیَسّر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے، اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کہتا ہوں، پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں، تَوَاضُع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں، اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی اُمید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مَردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ عِصَامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتمؒ نے کہا: تیس برس سے۔ عِصَامؒ رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ حاتمؒ کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر تھا، ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی، اس پر رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا تعزیت کرتا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے۔ جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی، یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

حل لغات: ① گیلی۔ ② نس۔ ③ لال۔ ④ اللہ کی بڑائی۔ ⑤ ہکا بکا ہونا، حیران۔ ⑥ دہشت، رعب۔ ⑦ عاجزی۔ ⑧ لوٹا دینا۔ ⑨ چھوٹنا۔ ⑩ مرد سے کے رشتہ داروں سے ہمدردی ظاہر کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَضَائِلِ اَعْمَال

جلد دوم

فضائل صدقات — فضائل حج

شیخ الحدیث
حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن
ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۳ء

Designed	کمپیوٹرائزڈ
AHEM Charitable Trust	AHEM چیریٹیبل ٹرسٹ

Contact : Idara DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 400 008
Tel. : 022 - 23051111 ▪ Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com ▪ E-mail : info@deeniyat.com